لاسی اونٹ کی روایتی پرورش

خوبیاں اور خامیاں

پی، اے، آر، سی کیمل پروجیکٹ، لسبیلہ یونیورسٹی (اے ایس ۰۱۰)

ڈیپارٹمنٹ آف اینمل نیوٹریشن

فیکلٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنز

لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر، واٹر اینڈ میرین سائنز، اوتھل، بلوچستان

تعارف :

بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے جوکہ ۳،۴۷،۱۹۰ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے، یہ صوبہ نہ صرف چھپے قدرتی وسائل سے مالا مال ہے بلکہ اس میں پائے جانے والے مختلف ایکولوجیکل زون کسی نعمت سے کم نہیں جوکہ زیرو سطح سمندر سے ۱۰۰۰۰ فٹ بلندی تک مشتمل ہے اس میں مختلف بودوباش، زبانیں، کلچر، چرند، پرند، جنگلات، میدان، پہاڑ، صحرا، ساحل اور سمندر شامل ہیں۔ ان ایکولوجیکل زون میں موجود کوئی بھی تحقیق ومطالعہ کسی بھی حوالے سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اس صوبہ کو بے تحاشہ نعمتوں سے نوازا ہے جن کی ناقدری سے پیداشدہ تنگ دستی وغربت جیسے مسائل جنم لے رہے ہیں، انہی ایکولوجیکل زون میں موجود جانوروں کے خزانوں میں سے "اونٹ" اور اس کی مختلف نسلیں بھی ایک تحفہ ہیں۔

بلوچستان میں اونٹ کی تعداد ۴۱ ملین کے لگ بھگ ہے جوکہ ملکی سطح پر پائے جانے والے اونٹ کی تعداد کا ۴۱% حصہ ہے پاکستان میں اونٹ کی ۲۰ مختلف نسل موجود ہیں جن میں سے سات بلوچستان میں پائی جاتی ہیں، بلوچستان میں سب سے زیادہ اونٹ خاران ریجن میں پائے جاتے ہیں اس کے بعد کوہلو، ڈیرہ بگٹی، بولان، لسبیلہ، خضدار، قلعہ سیف اللہ، موسیٰ خیل، چاغی اور قلات میں پائے جاتے ہیں اونٹ کے بارے میں یہ رائے عام ہوتی جارہی ہے کہ موجودہ دور کی مکینیکل وٹیکنالوجیکل ترقی کی وجہ سے اس جانور کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے جوکہ موجودہ روایتی طریقہ پر اونٹ کی پرورش اور لاعلمی پر مبنی ایک منفی سوچ ہے قدرت نے اس جانور میں بے پناہ صلاحیتیں چھپا رکھی ہیں، جن پر غوروفکر کی دعوت قرآن پاک میں بھی دی گئی ہے۔

"کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اُسے کیسے بنایا گیا ہے"

(الغاشیہ ۸۸:۱۸)

اس جانور میں موجود دودھ اور گوشت کی پیداواری صلاحیت پر غوروفکر حکومت، اونٹ پال کسان اور محققین کی طرف سے نہ ہونے کے برابر ہے ایک اندازہ کے مطابق بلوچستان میں موجود اونٹنی کے دودھ کی مقدار سے کم از کم ۲۸۸۰ ملین سالانہ آمدنی لی جاسکتی ہے مگر لاعلمی، روایتی طور طریقے اور حکومتی عدم توجہ کی وجہ سے اس متوقع آمدنی سے اونٹ کسان محروم ہیں انہی مسائل کی صحیح سمجھ بوجھ اور تحقیق کے ذرائع بڑھانے کے لیے لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل نے لاسی اونٹ کی موجودہ پرورش اور اسکی پیداواری صلاحتیں جاننے کے لیے دوسالہ منصوبہ تیار کیا۔ جسے پاکستان زرعی تحقیقاتی ادارہ، اسلام آباد کے مالی تعاون سے مارچ ۲۰۱۹ء میں آغاز کیا گیا جوکہ فروری ۲۰۲۱ء میں تکمیل کے مراحل تک پہنچ گیا اس منصوبہ کے پہلے مرحلہ میں لاسی اونٹ کی روایتی پرورش کے طور طریقے جاننے کی کوشش کی گئی جن کا ذکر ذیل میں آرہا ہے۔

لاسی اونٹ کی روایتی پرورش

لسبیلہ زون بلوچستان کے جنوبی علاقوں میں واقع ہے۔ لاسی یہاں کے لوکل باشندوں کی ایک مجموعی شناخت کا نام ہے، جس میں رونجھ، جاموٹ، شیخ، انگاریہ و دیگر قبائل شامل ہیں یہاں بولی جانے والی زبان کو بھی لاسی کا نام دیا گیا ہے جو سندھی زبان سے قریب تر ین ہے۔ لسبیلہ میں جانوروں اور پرندوں کی بہت اقسام پائی جاتی ہیں یہاں پائے جانے والے اونٹ کی مخصوص نسل کا نام بھی "لاسی" اونٹ ہے جو کہ بلوچستان میں پائی جانے والی سات نسلوں میں سے ایک ہے۔

اس منصوبہ کے پہلے مرحلہ کے نتائج سے اخذ کیا گیا کہ لسبیلہ میں لاسی اونٹ کی خانہ داری کرنے والے کسانوں کی سماجی حالت بہت ہی نچلے درجہ کی ہے وہ غربت کی زندگی گذار رہے ہیں ان کے گھر کچے بنے ہوتے ہیں جہاں بجلی، گیس اور صاف پینے کے پانی کی سہولے میسر نہیں ۔خواندگی کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے کہیں کہیں پرائمری سکول آس پاس کے علاقے میں موجود ہیں ان اونٹ کسانوں کی اوسطاً ماہانہ آمدنی پندرہ ہزار سے بیس ہزار روپے تک ہے جبکہ ۲۸ فیصد ایسے خاندان بھی پائے گئے جن کی ماہانہ آمدنی ۲۵۰۰۰ روپے سے زائد ہے ان خاندانوں کی آمدنی میں اونٹ کی خانہ داری سے آمدنی کا حصہ ۵۰-۷۰ فیصد ہے اونٹ پالنے والے خاندان "جت" کے نام سے جانے جاتے ہیں جو کہ مزارع کے طور پر اونٹ پالتے ہیں یہ اونٹ انھیں قبائلی سردار، میر اور بڑے زمیندار ایک معاہدہ "چار پیر" یعنی چار پاؤں کے تحت کرتے ہیں یعنی جت حضرات کو اونٹ رکھنے و پالنے کی اُجرت میں چوتھا حصہ ملتا ہے جس کی رو سے مادہ اونٹ سے حاصل ہونے والا پہلا بچہ جت کسان کے لیے اور باقی آنے والے تین بچے اصلی مالک کی ملکیت ہوتے ہیں اونٹ کے لیے خاندان کا ایک بندہ لازمی وقف کر دیا جاتا ہے۔ لسبیلہ کے کچھ علاقوں مثلاً وندر میں اونٹ کے جسم پر قبائلی نشان / علامت نصب کرنے کا روایتی طریقہ اب بھی موجود ہے جو لوہے کو گرم کر کے مخصوص نشان لگا دیا جاتا ہے یہ قبائلی علامت قدیم دور میں بلوچستان کے مختلف سرداران قبائل اپنے اپنے اونٹوں پر لگاتے آئے ہیں۔

لاسی اونٹ کی خوراک تمام تر چرائی پر مشتمل ہوتی ہے اونٹ گھروں یا مخصوص باڑوں میں رکھنے کا نظام موجود نہیں ہے کسان حضرات قریب ترین جنگل میں انھیں اگلی ٹانگیں نسبتاً باندھ کر چلے آتے ہیں تاکہ اونٹ چرائی کرتے کرتے کہیں دور نہ نکل جائے۔ البتہ اونٹ کے بچے باندھ دیے جاتے ہیں تاکہ اونٹ اس کے آس پاس رہے۔ اونٹ کے بچے کو " گورد" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اونٹ کی بلوغت کے بارے میں ۸۲% کسانوں کا خیال تھا کہ یہ جانور پانچ سال کی عمر میں بلوغت کو پہنچتا ہے اوسطاً اس اونٹ کی عمر کے بارے میں ۴۴% کسان بیس سال بتاتے ہیں جبکہ ۵۶% کسان کی رائے بیس سال سے زائد ہے۔ اونٹ کے بچے کو دودھ چھرانے کا عمل ایک سال میں مکمل کر لیا جاتا ہے ۴۳% کسانوں کے مطابق اچھی چرائی ملنے کی صورت میں لاسی اونٹ کی یومیہ دودھ کی پیداوار ۶-۸ لیٹر ہے۔ ۵۹% کسانوں کی رائے کے مطابق اونٹ کا دودھ ۴-۱۲ گھنٹے تک محفوظ رہ سکتا ہے جبکہ ۲۸% کی رائے تھی کہ یہ مدت ۱۲-۲۴ گھنٹے تک ہے عموماً اونٹ پالنے والے کسان تازہ دودھ روزانہ کی بنیاد پر استعمال کرتے ہیں انھیں اسے کبھی بھی محفوظ کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ جب دودھ کی مارکیٹنگ کے بارے میں پوچھا گیا تو پتا چلا کہ ۱۰۰% کسان اونٹ کے دودھ کی خرید فروخت کو ناپسندیدہ اور غیر اسلامی فعل قرار دیتے ہیں چند کسان اسے رواج وغیرت کے ساتھ بھی منسلک کرتے ہیں اور یوں سارا دودھ گھریلو استعمال، ضرورت مند لوگوں اور اونٹ کے بچے کے استعمال میں صرف ہوتا ہے کھڑ یعنی بوہلی پیدائش کے فوراً بعد پلانے کے طریقہ رائج ہیں جو کہ صحیح اور موزوں طریقہ ہے یہ نومولود بچہ میں خوراک کے ساتھ ساتھ قوت مدافعت کو تقویت دیتی ہے اونٹ کے دودھ کی خصوصیات کے بارے میں کسان حضرات بخوبی واقف ہیں اور اس کے استعمال کو "ست بیوری" یعنی ساتھ بیماریوں کے علاج کا ذریعہ بتاتے ہیں جن میں سانس کی بیماری/دمہ، ہڈیوں کی کمزوری، تھکاوٹ، عمر رسیدہ لگنا، نظام انہضام کی پیچیدگیاں، قوت مدافعت اور ذیابطیس وغیرہ شامل ہیں۔

اونٹ کی خرید وفروخت کے لیے ہفتہ وار منڈی "لاکھڑا" میں لگائی جاتی ہے اس کے علاوہ بھی اکثر قصاب کسانوں سے براہ راست رابطہ کر کے اونٹ کی خرید وفروخت کرتے ہیں۔ اوتھل میں تقریباً روزانہ کی بنیاد پر اونٹ کا گوشت دستیاب ہے جس کی مثال بلوچستان کے کسی اور علاقے میں نہیں ملتی۔ ۲۰۱۹ میں اونٹنی کی قیمت ۷۵ ہزار سے ۹۰ ہزار روپے تھی جبکہ اونٹ کی قیمت ۱۵۰۰۰۰ روپے تھی ایک تا ڈیڑھ سال کی عمر کے نر اونٹ کی قیمت ۴۰۰۰۰ جبکہ مادہ کی قیمت ۳۰۰۰۰ روپے تھی۔

قدرتی طور پر اُگنے والی جڑی بوٹیاں، درخت اور گھاس پھوس لاسی اونٹ کی خوراک کا اہم جز ہیں بہت ہی کم کسان اپنے اونٹوں کو فصلوں کے بچے ہوئے حصے مثلاً گوار کی، سرسوں کی یا چوکر وغیرہ دیتے ہیں ان کسانوں کی شرح ۰.۵% سے زیادہ نہیں ۹۳% کسانوں کی رائے کے مطابق اونٹ کم از کم روزانہ ۵ کلومیٹر سفر چرائی کے لیے طے کرتا ہے۔ اونٹ کی پسندیدہ خوراک میں جار، بیر اور کنڈا کے درخت شامل ہیں ان کے علاوہ دیوی، بیر، ٹی، کر، رچھر اور سرسوں شامل ہیں۔ چرائی کے دوران بعد میں اونٹ "لانی" کا استعمال کرنا نہیں بھولتے جس کے ذائقہ سے اونٹ فرحت وخوشگوار احساس کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ لسبیلہ میں لاسی اونٹ کو چرائی کی فراہمی مختلف ہے سب سے اچھی چرائی اوتھل اور لاکھڑا میں میسر ہے جہاں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں جبکہ وندر اور اس کے ملحقہ علاقوں میں صحرائی مناظر پائے جاتے ہیں جہاں اونٹ کو نسبتاً بہت کم چرائی میسر ہے۔

تجزیہ:

موجودہ لاسی اونٹ کی پرورش کا اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس روایتی اونٹ پالنے کی بڑی خوبی اونٹ نسل کی حفاظت ہے۔ موجودہ دور میں مکینیکل اور تکنیکی ترقی کی وجہ سے اونٹ کا استعمال بہت کم اور نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے ماضی میں اسے بار برداری، سواری اور کاشتکاری میں استعمال کیا جاتا رہا ہے مگر اس کی پرورش دودھ اور گوشت کے جانور کی حیثیت سے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس کے برعکس لاسی اونٹ کسان کے سامنے دودھ کی خرید و فروخت ایک شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہے اور یہی صورت حال پورے صوبہ میں پائی جاتی ہے۔

لاسی اونٹ کسان بہت ہی غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں چہ جائے کہ ان کے پاس اچھی مالیت کے اونٹ اور ان سے متوقع دودھ کی پیداوار ایک اچھی آمدنی اور باوقار زندگی گذارنے کے لیے کافی ہے اس غربت کے محور میں پھنسے لاسی اونٹ کسان کے مندرجہ ذیل چار اہم وجوہات سامنے آئی ہیں۔ جن کو اگر صحیح سمت میں لایا جائے تو غربت میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

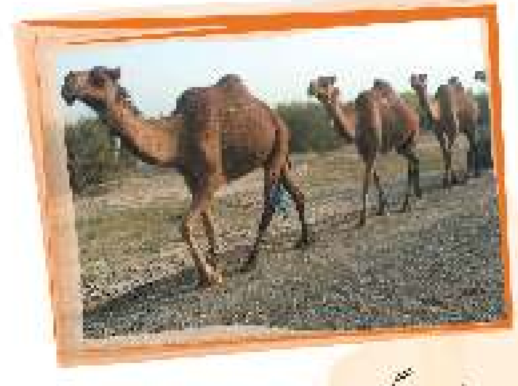

اول یہ کہ لاسی اونٹ کسان دودھ کی خرید و فروخت نہ کرنے سے قدرت کے تحفہ آمدنی سے محروم ہیں لسبیلہ میں سب سے چھوٹے اونٹ کسان ۳۷% کے قریب ہیں جن کے پاس ایک تا پانچ اونٹ ہیں اگر پانچ جانور کی دودھ پیداوار کا اوسط تخمینہ لگایا جائے اور کم سے کم قیمت ۱۰۰ روپے فی لیٹر رکھی جائے تو ماہانہ آمدنی ۶۰۰۰۰ روپے لی جا سکتی ہے۔ مگر لاسی اونٹ کسان اپنے سخت مذہبی و روایتی عقیدوں کی وجہ سے اس آمدنی سے محروم ہیں ایسے بھی کسان مشاہدہ میں آئے ہیں جن کے پاس پچاس سے زائد دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں جن سے صرف دودھ کی مالیت کم از کم پانچ سے چھ لاکھ روپے ماہانہ ہے مگر ان مذہبی رویہ کے سبب کچھ بھی آمدنی نہیں لی جاتی۔

لاسی اونٹ کی کل تعداد ۲۵۰۰۰ کے لگ بھگ ہے جب کہ لسبیلہ آر سی ڈی ہائی وے روڈ کے قریب لاسی اونٹ کی آبادی تین سے چار ہزار ہے جن سے ایک مربوط پالیسی کے تحت ۱۲۰۰۰ لیٹر دودھ اکٹھا کیا جا سکتا ہے اور پھر اسے کراچی تازہ دودھ کی صورت میں مارکیٹ یا پھر خشک دودھ مشینری نصب کرنے سے پروسسنگ کی جا سکتی ہے جس سے کسان کو اچھی قیمت مل سکے گی اور یوں ان کی انتہائی غربت کو کم کیا جا سکتا ہے مگر اس کام کے لیے حکومت بلوچستان لائیو اسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل کے اشتراک سے کمیونٹی آگاہی مہم اور پروسسنگ پلانٹ کا منصوبہ تیار کرنے کی اشد ضرورت ہے بلوچستان بلکہ قومی سطح پر کمرشل کمل ڈیری فارمنگ کا آغاز بھی کیا جا سکے گا۔

دوئم یہ کہ اونٹنی کو زچگی کے بعد مناسب وقت پر ملاپ نہیں دیا جاتا جس سے اگلی فصل لینے میں دو سال سے زائد وقت لگ جاتا ہے اس روایتی عمل سے پچھتا دیر سے بچے کی پیدائش آتی ہے اور یوں اس سے حاصل ہونے والے گوشت اور دودھ کی پیداوار نسبتاً کم آتی ہے اس خلا کو پر کرنے سے اونٹوں کی تعداد اور پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔

سوئم یہ کہ موجودہ روایتی اونٹ کی پرورش میں جانواروں کو متوازن خوراک نہیں دی جاتی جس سے اونٹ میں موجود قدرتی پیداواری صلاحیت نچلی سطح پر رہتی ہے اونٹ کو چرائی کے ساتھ اضافی پیداواری خوراک دینے سے پیداوار اور آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔اسی منصوبہ کے دوسرے مرحلہ میں موجودہ روایتی اونٹ کی پرورش میں جانواروں کو متوازن خوراک دینے کے تجربات کیے گئے۔ جس سے پیداوار میں اضافہ دیکھا گیا ۔ان تجربات سے یہ بات سامنے آئی کہ روایتی اونٹ کی خوراک میں توانائی کے اجزا کی کمی ہے جنھیں چرائی کے ساتھ اضافی پیداواری خوراک دینے سے پورا کیا جا سکتا ہے۔

چہارم یہ کہ بلوچستان کے دوسرے علاقوں کی طرح لاسی اونٹ حضرات جانور کا علاج ومعالجہ میں غفلت برتتے ہیں اس سے شروع میں پیدوار میں کمی اور پھر مسلسل بیماری سے جانوورں کی موت واقع ہوجاتی ہے لسبیلہ میں اونٹ کی بیماریوں میں اندرونی وبیرونی کیڑوں سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں عام ہیں اور خصوصاً ''سوکڑہ'' سے جانوروں میں اموات بھی کافی ہوجاتی ہیں جو اندرونی خون چوسنے والے کرموں سے پیدا ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا روایتی لاسی اونٹ کی پرورش اور اس کے تجزیہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ صوبائی حکومت، این جی اوز اور یونیورسٹیز کے اشتراک سے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے جس سے اونٹ پالنے والے کسانوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہو بلکہ ایک مضبوط پالیسی کے تحت ان کے روایتی طریقوں میں آگاہی وسہولیات میسر کرکے جدت پہ استوار کیا جا سکے۔اس سے بیروزگار جوانوں کے لیے کاروبار کے نئے دروازے کھولے جاسکتے ہیں مزید براں اس سے صوبائی وقومی آبادی کو کوالٹی پروٹین کی دستیابی بھی عام ہوگی اور برآمد کرکے زرمبادلہ بھی کمایا جاسکے گا۔

اظہار تشکر:

پرنسپل انویسٹیگیٹر پی۔اے۔آر بی کیمل پروجیکٹ لسبیلہ یونیورسٹی (اے ایس ۰۱۰) اس اردو تحریر کی درستگی کے لیے سابقہ پرو وائس چانسلر لسبیلہ یونیورسٹی ڈاکٹر غلام جیلانی کے شکرگزار ہیں جنھوں نے ھمیشہ اپنے قیمتی لمحات سے وقت نکال کر تکنیکل سرپرستی کی جو اس رضا کارانہ بہترین روایت کو ابھی تک برقرار رکھے ہوئے ہیں ۔اس تحقیقی کام کی فیلڈ معاونت میں نذیر احمد باندیجہ کی خدمات نا قابل فراموش رہیں گی۔ کیمل پروجیکٹ وائس چانسلر لسبیلہ یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد بلوچ کی انتظامی سرپرستی کے لیے شکرگزار ہیں جنکی سربراہی میں یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

مصنف:

پروفیسر ڈاکٹر الہی بخش مرغزانی لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل میں ڈیپارٹمنٹ آف اینمل نیوٹریشن کے پروفیسر اور چیئرمین کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں یہ کتابچہ پاکستانی زرعی تحقیقاتی ادارہ اسلام آباد اور لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل کے اشتراکی منصوبہ سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کے پہلے مرحلہ میں موجودہ اونٹ کی روایتی خانہ داری کو مطالعہ کیا گیا تاکہ ان میں موجود خوبیوں اور خامیوں کو سمجھا جائے اور ایک مربوط پالیسی کی سفارشات مرتب کی جائیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مرغزانی اپنے تحقیقاتی مقالے نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی پیش کرتے رہے ہیں پچھلے دو تین سال سے انکی تحقیقی دلچسپی کا مرکز اونٹ ۔اونٹ کسان اور ان کی غربت رہی ہے اس سلسلے میں وہ اونٹ پر حکومت بلوچستان اور پالیسی میکرز کے لیے "پالیسی پیپر" قلمبند کر چکے ہیں تاکہ اس جانور اور اس میں موجود صلاحیتوں سے اونٹ کسان کی غربت کو ختم کیا جا سکے اور اسے اگلی نسلوں کے لیے محفوظ بنایا جا سکے۔